ایمان کی حفاظت

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید:

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ .صدق الله العظيم

برادران اسلام! یہ ہم پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی نعمت ہمیں عطا کی ہے۔ یہ وہ عظیم ترین نعمت ہے جس کی حفاظت کی فکر اور جس کو بڑھاتے رہنے کی جستجو ہم کو ہونی چاہئے۔ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے۔اگر عمل صالح نہ ہوتو ایمان کمزور ہوتا جاتا ہے اور پھر اس کو نفاق سے بچانا مشکل ہوجاتا ہے۔نفاق، ایمان کو گھن کی طرح کھاجانے والی ایک بدترین بیماری ہے جو ایمان کو کھوکھلا کردیتی ہے اور بالاخر ایمان سے محرومی کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔اس لئے اہل ایمان کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ایمان کو نفاق کی یورش سے بچانے اور ایمان کو مسلسل بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں۔میں اس بات کی مزید وضاحت کے لئے دو عظیم صحابیوں کے ایک عبرت آموز واقعہ سے مدد لینا چاہتا ہوں۔

ایک دن حضرت حنظلہؓ اپنا ایک بڑا ہی سبق آموز واقعہ سنانے لگے، فرمایا ''ہم لوگ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے۔آپؐ نے وعظ فرمایا' اور ایسا وعظ کہ ہمارے دل پگھل گئے' آنکھیں برسنے لگیں اور ہمیں اندازہ ہوا کہ ہماری حقیقت کیا ہے۔پھر میں آپؐ کی مجلس سے اٹھ کر گھر چلا آیا۔ یہاں آکر گھر کے دھندوں اور بیوی بچوں میں مشغول ہوگیا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ میں نے اپنی حالت میں تبدیلی محسوس کی اور وہ حالت نہیں رہی جو حضورؐ کی مجلس میں تھی' مجھے اندیشہ ہوا کہ میں تو منافق ہوگیا۔آخر یہ کیا بات ہے کہ حضورؐ کی مجلس میں وہ حالت تھی' اور چند گھڑیاں نہیں گزریں کہ میری حالت بدل گئی ۔میں اسی رنج وغم میں گھر سے باہر نکلا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے حصرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لا رہے ہیں۔ابوبکرؓ نے پوچھا کہو حنظلہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا ''نَافَقَ حَنْظَلَۃُ'' حنظلہ تو منافق ہوگیا، انہوں نے فکر مند ہوکر کہا ''سبحان اللہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو' میں نے اپنے حال دل کی روداد سناتے ہوئے کہ ''ہم لوگ جب حضورؐ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپؐ کی زبان مبارک سے جنت اور دوزخ کا حال سنتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ ہمارے سامنے ہے لیکن جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر گھر آتے ہیں اور بیوی بچوں کے مسائل اور کھیتی باڑی کے دھندوں میں لگ جاتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں''۔

ابوبکرؓ نے یہ سنا تو بولے یہ کیفیت تو مجھے بھی پیش آتی ہے اور ہم دونوں فکر مند نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔میں نے حضورؐ سے عرض کیا' یارسول اللہ! میں تو منافق ہوگیا۔حضور نے پوچھا ''کیا بات ہوئی''؟ میں نے کہا جب ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا جنت اور دوزخ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں' لیکن جب یہاں سے اٹھ کر ہم بیوی بچوں میں جاتے ہیں اور گھر اور جائیداد کے کام دھندوں میں مشغول ہوتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

حضورؐ نے میری بات سن کر ارشاد فرمایا' 'قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر تمہارا حال ہمیشہ وہی رہنے لگے جو میری مجلس میں رہتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں' حنظلہ! یہ کیفیت تو کبھی کبھی ہوتی ہے'

ارشاد رسولؐ کا مطلب یہ ہے کہ دل کی کیفیت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی' یہ جو کیفیت میری مجلس میں تمہیں حاصل ہوتی ہے' اگر یہ ہمہ وقت طاری رہے تو پھر آزمائش ہی کیا ہوگی' حالانکہ یہ دنیا تو آزمائش کی جگہ ہے' دل کی یہ روشنی گاہے گاہے حاصل ہو تو یہ بھی بہت کافی ہے۔

حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے ایمان میں وہی شک کرسکتا ہے جسے اپنی عاقبت عزیز نہ ہو' کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ ان کے ایمان پر کبھی منافقت کا سایہ بھی

پڑسکتا ہے۔لیکن وہ بے قرار ہوکر نبیؐ سے فریاد کرتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں کہ نفاق میں مبتلا ہوگئے۔دراصل یہی دلیل ہے اس بات کی کہ ان کا ایمان مثالی ایمان تھا اور وہ معمولی سی کوتاہی کو بھی بہت بڑی بات سمجھ کر لرز جاتے تھے، اور انہیں یہ اندیشہ بے قرار کردیتا تھا کہ ہائے ہم منافق ہوگئے۔

ایمان آدمی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے' اس حقیقت کا زندہ احساس ہو تو آدمی کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ چند ہزار کی رقم آپ کے پاس موجود ہو اور آپ سفر میں ہو تو پوری رات آپ آنکھوں میں کاٹ دیتے ہیں' نیند آپ پر بار بار حملہ کرتی ہے' شدید سے شدید حملہ کرتی ہے' لیکن آپ برابر اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور بیدار رہنے کی مسلسل کوشش کرتے ہیں' ' جب کہ اس مادی دولت کو لوٹنے والا آنکھوں سے نظر بھی آتا ہے۔اور اس سے بچاو کے لئے بہت سے لوگوں کا تعاون بھی آپ کو حاصل رہتا ہے۔

اس کے برخلاف ایمان کی دولت پر حملہ کرنے والا نفاق اندر ہی اندر دل کی دنیا میں جنم لیتا ہے' اس کا حملہ بھی نہایت خاموش اور اکثر اوقات غیر محسوس ہوتا ہے اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جب کہ یہ دشمن آپ کی فکر سے غافل ہو' پھر بھی اگر آپ اس کی طرف سے بے فکر ہیں تو یہ نہایت تشویشناک نادانی ہے آپ ایمان کی قدر و قیمت کے احساس سے بھی بے بہرہ ہیں اور اس سب سے بڑے دشمن کی عیاری سے بھی ناواقف ہیں۔

حضرت حنظلہؓ کا یہ ایمان افروز واقعہ آپ کو جھنجھوڑنے کے لئے ہے کہ آپ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے بے چین کیوں نہیں ہیں' یہ دولت اگر آپ کو حاصل ہے تو پھر آپ چوکنے کیوں نہیں ہیں۔اور آپ صحابہ کرامؓ کے ان واقعات سے سبق کیوں نہیں حاصل کرتے ؟۔

قرآن پاک میں جن مقامات پر منافقین کے کردار و اعمال اور اخلاق وصفات کا ذکر کیا گیا ہے ان کو بار بار پڑھیئے اور اس آئینے میں بار بار اپنے کردار و اخلاق کو دیکھنے اور جانچنے کی فکر کیجئے۔

قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم بعض اوقات ایک بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اور اس سے وہ سبق حاصل نہیں کر پاتے جس کے لئے اس کی تلاوت اور تدبر کی تاکید کی گئی ہے۔

قرآن کی بعض آیات میں مشرکین کا ذکر ہے، بعض میں اہل کتاب کا ذکر ہے، بعض میں منافقین کا ذکر ہے مطالعہ کرتے ہوئے نفس ہمیں یہ فریب دے کر آگے بڑھادیتا ہے کہ یہ تو منافقین کے کردار اور اوصاف کا بیان ہے، خدا کا شکر ہے تم تو مومن ہو حالانکہ منافقین کے وہ اوصاف ہماری ہی عبرت اور نصیحت کے لئے بیان ہورہے ہوتے ہیں۔ایمان خالص حاصل ہونے کے باوجود آدمی بہت سے وہ اعمال کر بیٹھتا ہے جو منافقت کے اعمال ہوتے ہیں اور مومن ہونے کے باجود وہ عملی نفاق میں مبتلا ہوجاتا ہے اگر وہ بار بار اپنے کو بیدار رکھنے کی کوشش نہ کرے اور بار بار توبہ کرکے اپنے دل کی صفائی کا اہتمام نہ کرے تو اس اندیشہ سے وہ ہرگز محفوظ نہیں ہے اس کا ایمان بھی نفاق سے متاثر ہوجائے۔

حدیث میں نفاق کے بعض اعمال اور علامات کا ذکر آتا ہے' ان حدیوں کا بار بار مطالعہ کیجئے اگر کوئی ایسا عمل یا علامت آپ کی زندگی میں نظر آئے تو بے چین ہوکر اسے دور کرنے کی فکر میں لگ جایئے ان سے عفلت اور لاپرواہی دراصل اپنی عاقبت سے لاپرواہی ہے۔نفاق کے یہ اعمال اور علامات ایمان کے لئے گھٹن کی طرح ہیں اگر ان سے بچاو کی فکر آپ نے نہ کی تو یہ اندر ہی اندر آپ کے ایمان کو کھوکھلا کردیں گے۔خدا کے رسولؐ کا ارشاد ہے۔'' چار باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ چاروں موجود ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت موجود ہے۔اور وہ اسی نفاق کی حالت میں ہے، جب تک وہ اس عادت کو ترک نہ کردے۔وہ چاروں خصلتیں یہ ہیں جب اسے کوئی امانت دی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے' اور جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے' اور جب کسی سے کوئی عہد و پیمان کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے کوئی جھگڑا ہو تو بدزبانی کرنے لگے''

حدیث کے اس آئینے میں اپنے کردار کا چہرہ دیکھئے اور اپنے ساتھ خیر خواہی کیجئے۔ آپ کو جہاں کوئی دھبہ اور داغ نظر آئے تو اسے کھرچنے اور صاف کرنے کی جراتمندانہ جدوجہد کیجئے اور نفس کے فریب سے بچنے میں ذرا سستی نہ کیجئے۔

لوگ آپ کے پاس اپنی امانتیں بھی رکھتے ہوں گے قرآن وسنت سے معلوم کیجئے کہ امانت داری کے تقاضے کیا ہیں اور امانت میں خیانت کی کیا کیا شکلیں ہیں آپ گفتگو کے دوران واقعی اہتمام کرتے ہیں کہ کبھی کوئی غلط بات آپ کی زبان سے نہ نکلے؟ تفریح اور ظرافت کے طور پر بھی آپ کبھی جھوٹ نہ بولیں۔

آپ لوگوں سے عہد وپیمان بھی کرتے ہیں، کاروباری معاہدے بھی کرتے ہیں کیا آپ مطمئن ہیں کہ آپ اپنے معاہدوں کی پابندی کرتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں اپنا بے لاگ جائزہ لیجئے۔ لوگوں سے آپ کا جھگڑا بھی ہوتا ہوگا بہت سے مسائل میں اختلاف بھی ہوتا ہوگا' جھگڑے کے موقع پر آپ کی زبان آپ کے قابو میں رہتی ہے؟ ناشائستہ کلمات تو آپ کی زبان سے نہیں نکلتے؟ غصہ سے بے قابو ہو کر آپ کی زبان بے لگام تو نہیں ہو جاتی؟ اور وہ کچھ تو نہیں بکنے لگتے جو مومن کی شایان شان نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں نبیؐ نے نماز پڑھنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا اس نماز سے بچنے کی تلقین کی ہے جو مومن کی نہیں بلکہ منافق کی نماز ہے۔ آپ گا ارشاد ہے:

''یہ تو منافق کی نماز ہے کہ آدمی بے پروائی سے بیٹھا سورج کو دیکھتا رہے۔ جب وہ زرد ہو جائے اور غروب ہونے لگے تو وہ نماز کے لئے اٹھے اور پرندے کی طرح چار چونچیں مارلے اور اس نماز میں وہ کم ہی خدا کو یاد کرے''

اسی کردار کی تصویر کشی قرآن پاک میں اس طرح کی گئی ہے:

وَإِذَا قَامُوٓاْ إِلَى الصَّلَاةِ قَامُواْ كُسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُونَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيلاً (النساء: 142)

''اور جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں''

اس باب میں سب سے زیادہ فکرمند کردینے والی حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی وہ حدیث ہے جس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے:

''جو آدمی اس حال میں دنیا سے رخصت ہوا کہ نہ تو اس نے راہ خدا میں جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی آرزو پیدا ہوئی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت میں دنیا سے رخصت ہوا''

خدا کے دین کو غالب اور سربلند کرنے کی کوششوں کا نام جہاد ہے' اور جہاد کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آدمی حق کی خاطر کفر سے جنگ کرے اور اس راہ میں اپنی جان عزیز کو بھی لگا دے۔

اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے آپ کے لئے کیا کر رہے ہیں' اس جہاد میں آپ کس حد تک حصہ لے رہے ہیں آپ کی تمنائیں اور جذبات کیا ہیں۔ اگر اپ نے خدا کے دین کو سربلند رکھنے کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیا اور نہ اس کی کوئی آرزو آپ کے دل میں ہے تو پھر یہ فکرمندی کی بات ہے اور حدیث کی رو سے یہ ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کرے اور ہمیشہ ایمان کی حفاظت اور اسے بڑھانے کی فکر کرنے والا بنائے۔

آمین۔ واخر الدعوان ان الحمدللہ رب العالمین